تار کا پتہ
"انجمن" علی گڑھ

رجسٹر نمبر اے ۹۲۲
ٹیلیفون نمبر ۲۹

ہماری زبان

انجمن ترقی اردو ہند، علی گڑھ کا پندرہ روزہ اخبار

فی پرچہ دو آنے | سالانہ چندہ دو روپے

جلد	یکم فروری ۱۹۵۶ء	ایڈیٹر۔ آل احمد سرور	۱۸ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ	نمبر ۳

ایک اور ادبی سانحہ

قاضی عبدالغفار کی موت سے اردو ادب کی ایک دلاویز، منفرد اور پرسوز شخصیت ہم سے چھن گئی۔ ساٹھ سال کی عمر میں بھی وہ جوانوں کا سا حوصلہ اور ولولہ رکھتے تھے۔ طویل علالت بھی ان کی چنگاری کو ماند نہ کر سکی تھی۔ انھوں نے ہر تکلیف کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ کسی نے انھیں افسردہ اور ملول نہیں دیکھا۔ جن قدروں کو وہ عزیز رکھتے تھے ان پر ان کا ایمان ہمیشہ تازہ رہا۔ ان کا ماتم تہذیب، رواداری، شوخی، انسان دوستی، خلوص، بے باکی، جرأت رندانہ، رعنائی خیال اور حسن بیان سب کا ماتم ہے۔

قاضی عبدالغفار ۱۸۸۹ء میں مراد آباد کے ایک اچھے اور کھاتے پیتے گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ایم۔ اے۔ او کالج علی گڑھ میں انھوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ اور مولانا محمد علی کے ہمدرد سے انھوں نے صحافت کی ابتدا کی۔ محمد علی کی جوہر شناس نظر نے اس ہونہار نوجوان کی صلاحیتوں کو بہت جلد پرکھ لیا۔ اور پھر ہماری قومی، صحافتی، ادبی اور سیاسی زندگی کے افق پر قاضی صاحب ایک روشن ستارے کی طرح جگمگائے۔ محمد علی کے ساتھ انگلستان کے سفر کی یادگار "نقش فرنگ" ہے جو کہنے کو سفر نامہ ہے۔ مگر در اصل ایک بالغ نظر کے وہ معنی خیز تاثرات ہیں جو ہر پڑھنے والے کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں اور جن میں فکر کی آزادی کے ساتھ خیال کی تازگی اور شعور کی گہرائی کا قدم قدم پر ثبوت ملتا ہے۔

خلافت اور ترک موالات کی تحریک میں قاضی صاحب بھی دوسرے محبان وطن کے دوش بدوش رہے۔ ہمدرد سے الگ ہونے کے بعد انھوں نے کلکتے سے جمہور نکالا۔ دہلی سے صباح نکالا، مگر یہ اخبار بھی اُن کی سیاسی سرگرمیوں اور اس پرآشوب دور کی بندشوں اور سختیوں کی نذر ہوئے۔ کچھ دن تک انھوں نے تجارت کی کوشش کی مگر ذوق جنوں نے انھیں سود و زیاں کی الجھنوں میں گرفتار نہ ہونے دیا۔ آخر پھر صحافت نے ان کا دامن پکڑا اور انھوں نے حیدرآباد دکن سے اپنا اخبار پیام نکالنا شروع کیا۔

نیرنگ خیال لاہور میں قاضی صاحب کے قلم سے لیلیٰ کے خطوط بالاقساط شائع ہوئے تھے۔ جس نے یہ ڈائری پڑھی وہ مصنف کے اعجاز قلم کا قائل ہو گیا۔ لیلیٰ کے خطوط میں عورت کی مظلومیت کی داستان تھی۔ سماج کی بے انصافیوں پر طنز تھی۔ ہماری نمائشی تہذیب کا خاکہ اڑایا گیا تھا۔ ادب، مذہب، سیاست، معاشرت، طرز مجلس، شاعری، افسانہ نگاری، غرض زندگی کے ہر گوشے پر تنقید تھی۔ الفاظ نہیں پیسی ہوئی بجلیاں تھیں۔ اسلوب نہیں جادو تھا۔ نثر میں جلال بھی تھا اور جمال بھی۔ اسے ناول کہنا درست نہ ہوگا۔ یہ انشائے لطیف کا ایک شاہکار ہے۔ جس کی رومانیت پر حقیقت نگاری سایہ افگن ہے اور جس کی حقیقت نگاری میں رومانیت کا جادو اور جگر گدازی ہے۔

"مجنوں کی ڈائری"، لیلیٰ کے خطوط کا قدرتی تتمہ ہے۔ یہ قاضی صاحب کا شاہکار نہ سہی، مگر قاضی صاحب کے نگارخانے کی ایک دلکش تصویر ہے۔ دونوں نقش مل کر قاضی کے بلندپایہ مقصد کو پورا کرتے ہیں۔

قاضی صاحب کے قلم سے ان تینوں کتابوں کے علاوہ "عجیب سیب کا درخت" نامی نے کہانی بھی اسی دور کی یادگار ہیں جب پیام کی ادارت کی مصروفیات بھی ان کی شوخ و شنگ طبیعت کو مقید نہ کر سکتی تھیں۔ "پیام" کا نام ہمیشہ اردو کے ان اخباروں میں لیا جائے گا جو صرف خبریں نہیں دیتا تھا بلکہ رائے عامہ کو بھی متاثر کرتا تھا۔ پیام نے کتنے ہی نوجوانوں کو قلم کا مرد بنایا۔ کتنے ہی فرعونوں کے بت توڑے کتنے ہی مظالم کے خلاف احتجاج کیا۔ روزمرہ کے کتنے ہی واقعات سے ادبی نکتہ سنجوں کے لئے مواد لیا۔ پیام کے اداریوں اور مضامین میں اکثر ادب اور صحافت اس طرح گھل مل جاتے تھے کہ دونوں میں امتیاز مشکل تھا۔

قاضی صاحب ایک پکے محب وطن تھے اور انھوں نے ساری عمر فرقہ پروری، تنگ نظری اور تعصب کے خلاف جہاد کیا۔ حیدرآباد کے جاگیردارانہ ماحول میں انھیں اکثر وہاں کے فرعونوں سے ٹکر لینی پڑی اور بالآخر وہ حیدرآباد چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ مرزا اسماعیل کی صدارت عظمیٰ کے دور میں وہ حیدرآباد کے محکمہ اطلاعات کے ناظم بھی ہو گئے تھے۔ مگر وہ رخصت ہوئے تو قاضی صاحب کیسے ٹک سکتے تھے۔ حیدرآباد چھوڑنے پر انھوں نے نظام کو جو خط لکھا تھا اگر وہ اب بھی شائع ہو سکے تو اس سے ان کی سیاسی سوجھ بوجھ اور ان کی دوراندیشی سارے زمانے پر روشن ہو جائے

حیدرآباد کے قیام کے زمانے میں قاضی صاحب نے "آثار جمال الدین افغانی" کے نام سے انیسویں صدی کے مشہور رہنما کی جو سوانح عمری لکھی وہ اردو کی بہترین سوانح عمریوں میں شمار ہوتی ہے۔ یہ کتاب انجمن ترقی اردو نے شائع کی تھی۔ اسی زمانے میں انھوں نے "حیات اجمل" کا مسودہ تیار کر لیا تھا۔ جو حال میں انجمن ہی کی طرف سے شائع ہوئی۔ "آثار ابوالکلام آزاد" ان کے لکھنؤ کے قیام کی یادگار ہے اور بمبئی سے شائع ہوئی ہے۔

۱۹۴۹ء میں قاضی صاحب انجمن ترقی اردو ہند کے جنرل سکریٹری مقرر ہوئے۔ انھوں نے انجمن کا دفتر دہلی سے علی گڑھ منتقل کیا اس کے کتب خانے کی کتابوں کو حفاظت سے لائے اور نہایت تندہی اور انہماک سے اس ادارے کا کام شروع کیا۔ کچھ عرصے کے بعد ہی ان کی صحت خراب ہوئی۔ اور علاج کے لئے انھیں دہلی بمبئی، حیدرآباد اور ویلور کا سفر کرنا پڑا۔ اس کے باوجود علاقائی زبان کی تحریک انجمن کے اشاعتی پروگرام کی نگرانی اور ہماری زبان کی ادارت کے سلسلے میں جو کچھ ہو سکا برابر کرتے رہے۔ افسوس ہے کہ ۱۷ جنوری کو موت کے ہاتھوں یہ چراغ گل ہو گیا۔

قاضی صاحب کی موت کا صدمہ ابھی تازہ ہے جو لوگ ان سے ذاتی طور پر واقف ہیں اور جن لوگوں نے ان کی تصانیف کے ذریعے سے ان کو پہچانا تھا۔ ان کی تعداد بہت بڑی ہے مگر ان سب کے لئے اپنے تاثرات کو الفاظ کا جامہ پہنانا آسان نہیں یوں بھی قاضی صاحب کی ہمہ گیر شخصیت اور ان کے ادبی خدمات کا سرسری جائزہ بھی چند سطروں میں ممکن نہ ہوگا۔ ہم نے یہ طے کیا ہے کہ ہماری زبان کا یکم مارچ کا شمارہ "عبدالغفار" نمبر ہو۔ اس میں قاضی صاحب کے حالات زندگی، ان کی شخصیت کا تجزیہ اور ان کی تصانیف کے نمونے اور ان کے کارناموں پر چند تنقیدی مضامین شائع ہوں گے۔ اور مرحوم کی کئی تصویریں بھی ہوں گی۔ قاضی صاحب کا نثر میں جو مرتبہ تھا وہ سب پر روشن ہے۔ مگر کبھی کبھار وہ شعر بھی کہتے تھے۔ اس نمبر میں ان کے کلام کے نمونے بھی پیش کئے جائیںگے۔

ادھر سال سوا سال میں اردو کے کئی مشاہیر ہم سے رخصت ہو گئے۔ ان کی یادیں تو کبھی محو نہیں ہو سکتیں مگر ان کی خدمات کا سب سے اچھا اعتراف یہ ہوگا کہ اب اردو کے خادم اور ہمدرد اردو زبان و ادب کی بقا اور ترقی کے لئے زیادہ جوش اور خلوص سے یکجا ہو جائیں اور اپنے قومی سرمائے کو علمی و ادبی اعتبار سے ایسی بلندی استواری اور پائے داری بخشیں کہ مخالف ہواؤں کا بڑے سے بڑا طوفان بھی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔

یہ دور ہمارے امتحان کا دور ہے۔ ایک طرف ہمارے وہ بزرگ جنھوں نے اردو زبان و ادب کو اپنے ریاض سے موجودہ ترقی کی منزل تک پہنچایا تھا۔ اب ہم سے رخصت ہو چکے ہیں۔ دوسرے ہماری جدید سماجی زندگی کی تشکیل میں اردو کو بہت سے خطرے لاحق ہو رہے ہیں جن کی وجہ سے ادبی ترقی پر بھی اثر پڑتا ہے۔ اگر ایسے نازک وقت میں اردو کے تمام خادم و بہی خواہ اور ہمدرد اپنے اپنے دائرے میں اس کی حمایت کے لئے سینہ سپر ہو جائیں اور آپس کے اختلافات کو چھوڑ کر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں تو ہمیں یقین ہے کہ اردو کو ہمارے وطن میں ادبی فروغ ہوگا اور اس کا جائز حق اسے مل کر رہے گا۔

عبدالغفار نمبر کے لئے مضامین
۱۵ فروری تک ہمیں موصول
ہو جانے چاہئیں۔

تاثرات

مولانا حفظ الرحمٰن صاحب

سترہ روز سے میں باہر سفر پر گیا ہوا تھا۔ مراد آباد پہونچ کر اسٹیشن پر فدائے اردو قاضی عبدالغفار جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو ہند کی وفات حسرت آیات کی خبر معلوم ہوئی۔ دل کو سخت دھکا پہنچا۔ ابھی چند روز ہوئے دہلی میں مولانا آزاد عظیم کی کوٹھی پر انجمن ترقی اردو کے اہم مسائل پر ان سے گفتگو ہوئی۔ اس وقت مرحوم کی علالت اس درجہ پر نظر نہیں آتی تھی۔ یہ اچانک حادثہ اردو ادب کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے۔ قاضی صاحب مرحوم کی زندگی کا بہت بڑا حصہ ادبی خدمات اور اجتماعی معاملات میں گزرا۔ یوں بھی ان کی ذاتی خوبیاں اور ایک سوسائٹی کے بہترین فرد کی حیثیت میں ان کی شخصیت نمایاں تھی۔ قریبی چند برسوں کی مسلسل علالت نے آخرکار وہ حادثہ رونما کر دیا جس کے لئے جتنا بھی غم کیا جائے کم ہے۔ مرحوم علالت کے زمانے میں بھی برابر انجمن ترقی اردو کے مقاصد کی جدوجہد میں مصروف رہے۔ ایک انسان صبر اور رضائے الٰہی پر توکل کے سوائے اور کیا کر سکتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو فردوس اعلیٰ عطا فرمائے۔

مولانا شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی

(ایڈیٹر معارف، اعظم گڑھ)

مرحوم تنہا ایک ادیب یا انجمن ترقی اردو کے جنرل سکریٹری نہ تھے بجائے خود ایک انجمن تھے وہ ہماری پرانی علمی تہذیبی اور قومی بزم کی ایک اہم اور بڑی دلکش یادگار تھے وہ حکیم اجمل خاں مرحوم کے ہم جلیس مولانا محمد علی مرحوم کے ہمدم اور مولانا ابوالکلام کے ہمراز تھے۔ ان میں جدت اور قدامت کا بڑا لطیف امتزاج تھا۔ وہ اپنے خیالات میں ترقی پسند لیکن ادب و تہذیب میں پرانی مشرقی وضع کے پابند اور اس کی نفاست اور بانکپن کا بڑا دلکش نمونہ تھے۔

ان کے قلم میں ایسی قدرت تھی کہ وہ چمنستان ادب اور خارزار سیاست میں یکساں سبک خرامی سے چلتا تھا اور وہی قلم جو جمہور پیام میں سیاست کا درس دیتا تھا۔ حیات اجمل اور آثار جمال الدین افغانی کے ذریعہ قومی و ملی روح کو بیدار کرتا تھا نقش فرنگ، لیلیٰ کے خطوط، اور مجنوں کی ڈائری میں ادب و انشائے لطیف کے پھول بکھیرتا تھا۔ ہماری زبان میں ہلکے پھلکے اشارے اور ادبی شہ پارے ہوتے تھے گو تحریر و شذرہ کا کام کرتے تھے ان کی قلمی یادگاریں اردو زبان و ادب کا قیمتی سرمایہ ہیں۔

پرانی انجمن ترقی اردو کے خاتمے کے بعد انہیں نے اس کو دوبارہ زندہ کیا اور وہ انہیں کے دم سے قائم تھی۔ انھوں نے اردو کے لئے جیسی جدوجہد کی وہ سب کی نگاہ میں ہے۔ اس کوشش میں جو بھی کامیابی ہوئی اور اردو کو جو حقوق ملے یا آئندہ ملیں گے اس میں قاضی صاحب مرحوم کی کوششوں کو بڑا دخل ہے۔ اس لئے ان کی موت تنہا ایک ادیب یا انجمن کے سکریٹری کی موت نہیں بلکہ پورے ایک قومی اور تہذیبی دور کی ایک اہم یادگار کی موت ہے۔ جس کے نمونے اب نہ پیدا ہوں گے۔

ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی

جلتا ہے دل کہ کیوں نہ ہم اک بار جل گئے
اے ناتمامی نفسِ شعلہ بار حیف

محفل ادب کی ایک جگہ اور خالی ہو گئی، ایک صاحب طرز ادیب اور اٹھ گیا۔ ایوان اردو کا ایک ستون اور گر گیا!

پنڈت کشن پرشاد کول، علامہ کیفی، شمس العلماء خواجہ حسن نظامی ......۔ سعادت حسن منٹو، چراغ حسن حسرت، مجاز لکھنوی، اقبال سہیل، بیخود دہلوی، مولانا اسلم جیراجپوری ــــ اللہ اللہ اس تھوڑے سے عرصے میں کیسے کیسے لوگ دنیا سے اٹھ گئے لیکن ابھی قیامت نے دم نہ لیا تھا کہ قاضی عبدالغفار صاحب نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سارا جسم داغ دار ہے اور دل سے جگر تک ساحل دریائے خون کا ایک منظر ہے۔

قاضی صاحب کی زندگی منزل و محمل سے بے نیاز نہیں تھی۔ انھوں نے سیاست میں حصہ لیا، خلافت کے ہنگاموں میں شریک رہے، ہندوستان کے چوٹی کے صحافیوں میں شمار ہوئے۔ مولانا محمد علی، حکیم اجمل خاں، ڈاکٹر انصاری اور مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھ کام کیا اور آخر تک آل انڈیا انجمن ترقی اردو کے جنرل سکریٹری کے فرائض انجام دئے۔ ان سب حیثیتوں میں ان کی ادبی خدمت نمایاں رہی ہے اور مشترک بھی۔ گویا ان کے شہپرِ زبان و ادب

کا پورا احاطہ کر لیا تھا۔ "جمہور" یا "ہمدرد" کے مقالے ہوں، "پیام" یا "صباح" کے شذرات ہوں یا "ہماری زبان" کے اشارات، ان کی اعلیٰ پائے کی ادبیت، ان کی زندہ نگار نثر اور طرحدار اسلوب، ہر جگہ دلوں کو بھاتا ہے۔ ایسی شگفتہ، متانت، جس سے فانوس خیال روشن ہو جائے ایسا ادبی طنز جو "تیر نیم کش" کی طرح خلش پیدا کرے، صرف انہیں کا حصہ تھا۔ "لیلیٰ کے خطوط"، "نقش فرنگ"، اور "حیات اجمل" ان کی زندۂ جاوید کتابوں میں سے ہیں اور ہمیشہ دلچسپی سے پڑھی جائیں گی۔

ان کی شمع حیات کے دونوں سرے جل رہے تھے اور صحت روز بروز گرتی جا رہی تھی۔ لیکن اس کے باوجود انھوں نے جانانہ عزم کے ساتھ انجمن ترقی اردو کی خدمت انجام دی۔ عہد جمہوریہ کی خدمت میں تاریخی یادداشت، کتب خانۂ انجمن کی نئی ترتیب، شاخوں کی از سر نو تنظیم اور ہندی اردو لغت کی اشاعت ان کے لائق رشک کارنامے ہیں۔

قاضی عبدالغفار صاحب رہرو ہی نہیں، رہبر بھی تھے انھوں نے ترقی پسند تحریک میں توانائی پیدا کی۔ اس کو ایک بالغ شعور دیا اور حسن کاری کی وہ دولت بخشی جس سے وہ محروم تھی۔

اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور ہمیں اردو کی بے لوث خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

سید احتشام حسین (لکھنؤ یونیورسٹی)

سال کا پہلا مہینہ قاضی عبدالغفار صاحب کے انتقال کی خبر سے شروع ہوتا ہے۔ پچھلے سال ۱۰ جنوری ہی کو منٹو نے انتقال کیا تھا۔ کیا یہ سال بھی اردو کے اتنے ہی چراغ بجھائے گا؟ اس خیال سے روح لرز جاتی ہے۔

قاضی صاحب ایک منفرد ادیب تھے اور ایک بے مثل انسان۔ جہاں یہ دونوں باتیں اکٹھا ہو جاتی ہیں، وہاں ادبی اور انسانی دونوں معیار بلند ہوتے ہیں۔ ہمارے بزرگ ادیبوں میں شاید ہی کوئی ادیب ایسا ہو جس نے نوجوان لکھنے والوں اور ادبی تحریکوں کی بہت افزائی کی ہو۔ ان کی دلسوزی اور بے پناہ محبت نے بہت سے نئے لکھنے والوں کو ادیب اور شاعر بنایا۔ ان کے ادبی کارناموں پر کبھی لکھنے والوں کو نئے راستے سجھائے۔ قاضی صاحب اس کارواں کے مسافروں میں سے تھے جس میں حکیم اجمل خاں، مولانا محمد علی اور ابوالکلام آزاد شامل تھے۔ وہ کارواں بکھر گیا۔ اس کے اکے دکے مسافر اپنے عزم بلند اور مقصد عظیم کی راہ پر چلے جا رہے ہیں۔ قاضی صاحب بھی ان میں سے ایک تھے۔ مرحوم کی موت ہندستان کے جمہوری ادب کے ایک بلند مرتبہ و مقصد قائد کی موت ہے۔

پچھلی دفعہ جب لکھنؤ آئے تو مزاج پرسی پر مسکرائے اور فرمایا کہ پہلے سے بہتر ہوں مگر احتشام صاحب! سمجھ میں نہیں آتا کہ زندگی کی یہ کیسی ہوس ہے۔ تین چار سال سے مسلسل علاج کرا رہا ہوں اور صرف اس لیے کہ شاید ایک آدھ سال اور مل جائیں۔ جب یہ سوچتا ہوں تو ہنسی آتی ہے۔ بیماری مصیبتیں اس لیے مول لے رہا ہوں کہ اس بڑھاپے کی تکلیف میں کچھ دنوں کا اور اضافہ کر لوں۔ میں نے کہا قاضی صاحب آپ کو اپنی ضرورت نہ ہو ہم لوگوں کو آپ کی ضرورت ہے۔ اپنے لیے نہ سہی ہمارے لیے تو جینے کی خواہش آپ میں ہونا چاہئے۔ کہنے لگے یہ ٹھیک ہے مگر کب تک! مجھے جو کچھ کرنا تھا کر چکا۔ اب آپ لوگوں کا زمانہ ہے۔ جب مرحوم سے یہ باتیں ہو رہی تھیں تو مجھے ان کے چہرے پر کسی قسم کے کرب، غم خوف یا افسردگی کا کوئی نشان نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ انجام کے لیے آمادہ معلوم ہوتے تھے۔ اس انجام سے کسی کو مفر نہیں۔ لیکن ہر شخص قاضی عبدالغفار نہیں ہے۔ ان کا مرنا شائستگی، شستگی، قودتی، مذاق بلند، انسان دوستی دلسوزی اور دل نوازی کے ایک مجسمہ کی موت ہے۔ ان کے رنگ میں ان کا ثانی مجھے کوئی نظر نہیں آتا۔

شری ایل۔ این گپتا (معتمد تعلیمات حیدرآباد دکن)

قاضی صاحب ایک بڑے مجاہد تھے۔ وہ زندگی بھر ناانصافیوں اور رجعت پسند طاقتوں کے خلاف لڑتے رہے۔ گزشتہ چند سال سے وہ مسلسل بیمار تھے۔ لیکن بیماری کا بھی وہ مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے۔ اور آخر دم تک کام کرتے رہے۔ بالآخر انھوں نے ایک ایسے بہادر سپاہی کی طرح موت پائی جو خدمت پر ہو۔

قاضی صاحب کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے شری گپتا نے کہا کہ ہندستانی عوامی زندگی کے لیے بالعموم اور اردو ادب کے لیے بالخصوص قاضی صاحب کی خدمات اعلیٰ پائے کی تھیں۔ حیدرآباد کی عوامی اور تہذیبی زندگی میں قاضی صاحب نے جو حصہ لیا اس کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اپنے اخبار "پیام" کے ذریعے انھیں نے حیدرآبادی صحافت میں بے باکی، حق، اعتدال اور شگفتگی کی فضا پیدا کی ہے۔ وہ رجعت پسند اور فرقہ وارانہ طاقتوں کے خلاف کبھی نہیں جھکے۔ بلکہ ہمیشہ قومیت، جمہوریت اور عوامی مقصد کے لیے وہ چٹان کی طرح ڈٹے رہے۔

شری گپتا نے مزید کہا۔۔۔ کہ قاضی صاحب کا مکان ہمیشہ ترقی پسند تحریکات اور تہذیبی سرگرمیوں کی آماجگاہ بنا رہا۔ ان میں پیدائشی جمالیاتی ذوق تھا۔ اور زندگی کے ہر شعبے میں نفاست اور پاکیزگی چاہتے تھے۔ ان کے ہندی اور اردو کے نوجوان ترقی پسند ادیبوں کی تائید کرنے سے بڑی مدد ملتی تھی۔

تعزیتی خطوط، تار اور تجاویز جو ۲۹ جنوری تک وصول ہوئے

(۱) ریاض الحسن، سکریٹری اولڈ بوائز لاج۔ علی گڑھ
(۲) نسیم قریشی، شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
(۳) شجاعت علی سندیلوی ایم۔اے۔ وائس پرنسپل، ممتاز پائر سکنڈری اسکول۔ لکھنؤ۔
(۴) حافظ فیاض احمد، جامعہ ملیہ اسلامیہ۔ دہلی
(۵) نذیر بنارسی
(۶) حفیظ میرٹھی
(۷) بیکش اکبرآبادی
(۸) یاقوت مرزا، سکریٹری تحفظ اردو (یوپی)
(۹) عطا رسید حسین بنگلور
(۱۰) حافظ شفیق الرحمن شفیق الہ آبادی
(۱۱) احترام الدین احمد شاغل عثمانی، سکریٹری انجمن ترقی اردو بیجاپور
(۱۲) مولانا معین الدین احمد ندوی۔ ایڈیٹر معارف، اعظم گڑھ
(۱۳) اعجاز احمد صدیقی ایڈیٹر شاعر بمبئی۔
(۱۴) صغیر احمد بلیاوی، سکریٹری انجمن ترقی اردو رسڑا ضلع بلیا۔
(۱۵) نثار احمد فاروقی، دہلی
(۱۶) ناظم مدرسہ عربیہ امدادیہ مرادآباد
(۱۷) سردار جلیل احمد خاں سکریٹری انجمن ترقی اردو بجنور
(۱۸) عبدالعزیز انصاری سکریٹری انجمن ترقی اردو کانپور
(۱۹) ظفر احمد آرگنائزر سکریٹری آسن سول سنارٹی ایسوسی ایشن۔
(۲۰) حسن واصف عثمانی۔ مکتبہ جادید۔ الہ آباد
(۲۱) سید فقیر پاشا ایم۔اے لکچرر عثمانیہ کالج کرنول (آندھرا)
(۲۲) حمید سلطان احمد سکریٹری انجمن ترقی اردو دہلی
(۲۳) احمد علوی سواس تیکا۔ اے۔ بی۔ سی گنٹ
(۲۴) سکریٹری مجلس ادب بنگلور
(۲۵) سکریٹری انجمن ترقی اردو بمبئی۔
(۲۶) سکریٹری محمد علی لائبریری، کلکتہ۔
(۲۷) پروفیسر ایچ۔ ایس گوری کر بمبئی۔
(۲۸) پرنسپل اسلامیہ کالج اٹاوہ
(۲۹) سکریٹری انجمن ترقی اردو گورکھپور
(۳۰) وحید الحسن صدیقی ایڈیٹر شاہکار کانپور
(۳۱) محمد اسماعیل قریشی سکریٹری انجمن ترقی اردو سسوان ضلع بدایوں

(۳۲) مبارک اللہ۔ پیر الٰہی بخش کالونی کراچی
(۳۳) نادم سیتاپوری بھوپال
(۳۴) مولانا حکیم اللہ سکریٹری ضلع جمعیۃ العلما ہلدوانی۔ نینی تال
(۳۵) عبدالحی خاں بڑھنی بازار۔ بستی
(۳۶) امین سلونوی لکھنؤ
(۳۷) رفیع الدین، فیروزآباد
(۳۸) حکیم آفتاب احمد خاں جائسی، امروہہ
(۳۹) اراکین اور طلبا مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
(۴۰) سکریٹری انجمن ترقی اردو بالاگھاٹ (برار)
(۴۱) سکریٹری انجمن ترقی اردو برہان پور۔ ایم۔پی
(۴۲) پریم پال اشک، مجلس ادب دہلی
(۴۳) محمد احسان حسین۔ امروہہ
(۴۴) احسان جعفری، سکریٹری ترقی پسند مصنفین احمدآباد
(۴۵) رحمت اللہ عراقی، سکریٹری انجمن ترقی اردو بہوڑا ضلع بلیا
(۴۶) عارف عباسی بلیاوی
(۴۷) ٹیچر ایسوسی ایشن، مسلم ہائر سکنڈری اسکول بلند شہر
(۴۸) حسن عسکری بلکھنا۔ ضلع علی گڑھ
(۴۹) پی۔پی ماتھر ایڈوکیٹ، سکریٹری انجمن ترقی اردو علی گڑھ شہر
(۵۰) ادیب کڈپوی۔ کڈپہ (آندھرا)
(۵۱) محمود آفندی۔ بالائے قلعہ علی گڑھ
(۵۲) شمیم احمد کلکتہ کلچرل سوسائٹی۔
(۵۳) آفتاب احمد بہدروی۔ سہارنپور
(۵۴) مولانا محمد۔ پرنسپل عثمانیہ کالج کرنول (آندھرا)
(۵۵) مولانا زیدی۔ عثمانیہ کالج کرنول (آندھرا)
(۵۶) ذوق کرکی۔ سکریٹری۔ اردو کانفرنس علی گڑھ
(۵۷) اسحاق انصاری، سکریٹری نیشنل لائبریری۔ مالاگیٹ علی گڑھ
(۵۸) محمد یوسف کوکن۔ مدراس یونیورسٹی۔ مدراس
(۵۹) منظر الحسن برکاتی، سکریٹری انجمن ترقی اردو ٹونک راج
(۶۰) عبدالرحمن خاں۔ ناظر۔ سکریٹری انجمن ترقی اردو کرنول (آندھرا)

راجستھان اردو کنونشن

آل انڈیا مشاعرہ، مذاکرہ، علمی اور ادبی نمائش

انجمن ترقی اردو شاخ جے پور

قواعد

سرپرست جو صاحب سو روپے عطا فرمائیں گے وہ کنونشن کے سرپرست متصور ہوں گے اور کنونشن کے ہر پروگرام میں شرکت کے مجاز ہوں گے۔ ان کی نشست ڈائس پر ہوگی اور ان کی خدمت میں کنونشن کا امتیازی نشان پیش کیا جائے گا اور کنونشن کی جو روئیداد کتابی صورت میں شائع ہوگی۔ اس میں ان کی تصویر اور ان کے مختصر حالات شائع کئے جائیں گے۔

معاون جو صاحب ۲۵ روپے مرحمت فرمائیں گے وہ معاون کہلائیں گے ان کی خدمت میں کنونشن کا امتیازی نشان پیش کیا جائے گا۔ اور ان کی نشست ڈائس پر ہوگی۔ ایسے اصحاب اگر کنونشن کی روئیداد میں اپنی تصویر کے ساتھ اپنے مختصر حالات شائع کرانا چاہیں گے تو انھیں اپنے فوٹو اور اس کے بلاک بنوانے کے مصارف ادا کرنے ہوں گے۔

رکن جو صاحب دس روپے ادا کریں گے وہ کنونشن کے رکن عام سمجھے جائیں گے ان کی نشست ڈائس پر ایک خاص بلاک میں ہوگی اور ایسے اصحاب سبجیکٹ کمیٹی میں تجاویز پیش کرنے کے مجاز قرار پائیں گے اور کنونشن کے ہر پروگرام میں شریک ہوں گے۔

ممبران ڈائس کے نیچے ترتیب وار تین بلاک ہوں گے جن میں پانچ روپے، دو روپے اور ایک روپے دینے والے اصحاب کی نشست ہوگی اور وہ سبجیکٹ کمیٹی کے علاوہ کنونشن کے ہر پروگرام میں حصہ لے سکیں گے۔

خواتین کے لئے خاص رعایت ہوگی اور وہ ہر رقم کا نصف ادا کریں گی۔ ان کی نشست کا انتظام پردے کے ساتھ ترتیب وار ہوگا۔

ڈیلی گیٹ راجستھان کی انجمن ترقی اردو کی شاخیں جن کا الحاق مرکزی انجمن سے ہو مرکز کی تصدیق پر حسب قواعد اپنے نمائندے بھیج سکیں گی جن کو سبجیکٹ کمیٹی میں تجاویز پیش کرنے اور ان پر بحث و مباحثہ میں حصہ لینے کا حق ہوگا۔ نمائندگی کی فیس دو روپیہ رکھی گئی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ نمائندے شریک ہو سکیں۔

قیام و طعام باہر سے آنے ہوئے مدعو شدہ نمائندگان اور مہمانوں کے طعام و قیام کا انتظام مجلس استقبالیہ کرے گی۔ بہ شرطیکہ آمد کی اطلاع کنونشن سے ایک ہفتہ قبل مجلس استقبالیہ کو دے دی جائے۔

مشاعرہ مشاعرہ طرحی ہوگا جس کا اعلان عن قریب کیا جائے گا اس میں صرف وہی شعرائے کرام شرکت کریں گے جن کو مشاعرہ کمیٹی مدعو کرے گی۔ مشاعرے کی مفصل روئداد چونکہ کتابی صورت میں شائع ہوگی۔ اس لئے شرکت کرنے والے شعرا کے لئے لازمی ہوگا کہ اپنی طرحی غزل سے سات شعر منتخب کرکے اپنے مختصر حالات اور فوٹو کے ساتھ سکریٹری مشاعرہ کمیٹی کو عنایت فرمادیں۔

مذاکرہ اس میں ملک کے مشہور اہل قلم کے اردو سے متعلق مضامین پڑھے جائیں گے۔

وفد کنونشن کے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے ایک وفد راجستھان کے مشہور مقامات کا دورہ کرے گا جس کے ارکان میں الحاج سید یوسف حسین صاحب خصوصیت سے شریک ہوں گے مجلس استقبالیہ اردو زبان کے تمام دوستوں سے اپیل کرتی ہے اور انھیں دعوت دیتی ہے کہ وہ کنونشن کے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے انجمن کی خصوصی طور پر مدد کیا کریں۔

تاریخ انعقاد

(۲۹، ۳۰، ۳۱ مارچ ۱۹۵۷ء)

دفتر کنونشن

(مسلم مسافر خانہ بیرون سانگانیر دروازہ جے پور)

خان بہادر الطاف احمد خیری

(صدر انجمن ترقی اردو شاخ جے پور)

احترام الدین احمد شاغل عثمانی

(سکریٹری انجمن ترقی اردو شاخ جے پور)

انجمن کی نئی مطبوعات

قومی تہذیب کا مسئلہ

ڈاکٹر عابد حسین ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کی تصنیف ہے جس میں ابتدا سے اس وقت تک کی تہذیب کی ترقی اور اس کی نشوونما پر روشنی ڈالی گئی ہے اور قومی وحدت کو مضبوط بنانے کی تجویزیں پیش کی گئی ہیں۔

قیمت مجلد چھ روپے

ہندی ادب کی تاریخ

اردو زبان میں ہندی ادب کی یہ پہلی تاریخ ہے جس کو ڈاکٹر محمد حسن ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی لکچرار شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے بڑی محنت اور تحقیق سے مرتب کی ہے۔

قیمت مجلد پانچ روپے

اسلام کے علاوہ مذاہب کی ترویج میں اردو کا حصہ

اس موضوع پر اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں ڈاکٹر محمد عزیر صاحب لکچرار شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے بڑی تلاش اور تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ ہندوستان میں اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب اور ان کے اخلاق کی اشاعت میں اردو زبان کا کتنا حصہ ہے۔

قیمت پانچ روپے آٹھ آنے

سریلے بول

عظمت اللہ کی شاعری اس نئی پود کے نام تھی جس کے ہونٹوں پر ابھی تک اس کا دودھ خشک نہیں ہوا ہے۔ ہندی شاعری سے انھوں نے گیت کی ریت لیکر ایک نئی ڈگر قائم کی۔ انجمن ان کے گیتوں کا یہ انتخاب پہلی بار ہندی رسم الخط میں پیش کرتی ہے۔

قیمت ایک روپے آٹھ آنے

انجمن ترقی اردو ہند کا ایک علمی کارنامہ

مسلسل چھ سال کی عرق ریزی، محنت اور کثیر رقم خرچ کرکے انجمن نے دس ہزار اردو الفاظ کی ایک اردو ہندی ڈکشنری شائع کی ہے۔ اس ڈکشنری کی ترتیب کا بنیادی خیال یہ تھا کہ اب جبکہ ہندی ہمارے ملک کی سرکاری زبان قرار پا چکی ہے۔ آبادی کے ایسے طبقوں کے لئے جن کی زبان اردو ہے ایک ایسی فرہنگ کی ضرورت ہے جس میں آسانی کے ساتھ تمام اردو لفظوں کے ساتھ تمام اردو لفظوں کے ہندی مترادفات مل سکیں اور ان کو یہ معلوم کرنے میں کوئی دقت نہ ہو کہ کس اردو لفظ کے لئے ہندی زبان کا کون سا لفظ موزوں ہوگا۔ چار سال سے زبان کے بہتر سے بہتر ماہرین کی مدد سے یہ مسودہ تیار کیا گیا ہے اور ہندی اور اردو کے لفظوں کا تلفظ رومن رسم الخط میں بھی دیا گیا ہے تاکہ لفظوں کے صحیح تلفظ سے ہندی اور اردو دونوں زبانیں جاننے والے واقف ہو سکیں۔ مجھے امید ہے کہ انجمن کے اس کارنامے کی ملک میں قدر کی جائے گی۔ یہ ڈکشنری نہ صرف طلباء کے لئے بلکہ علمی کام کرنے والوں کے لئے بھی ہر طرح مفید ثابت ہوگی ۲۰ روپے میں انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

مہتمم مطبوعات

(پرنٹر پبلشر آل احمد سرور جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو (ہند) نے نیشنل پرنٹرس کمپنی میں چھپوا کر مرکزی انجمن علی گڑھ سے شائع کیا)